



Brexit

مفتی منیب الرحمن

برطانیہ عظمیٰ یعنی Great Britain کسی وقت سپر پاور تھا اور کہا جاتا تھا: ”اس کی حدود سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا، ایک خطے میں سورج غروب ہو رہا ہوتا تو دوسرے میں طلوع ہو رہا ہوتا“۔ امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، برصغیر پاک و ہند، ہانگ کانگ اور افریقہ کے کئی ممالک اس کے زیرِ نگیں تھے۔ پھر اس کے عالمی اقتدار کا سورج بتدریج غروب ہوتا چلا گیا اور جنگ عظیم دوم کے بعد اس سمناء کی رفتار تیز تر ہو گئی۔ آج کا برطانیہ چار اکائیوں پر مشتمل ہے: انگلینڈ، ویلز، اسکاٹ لینڈ اور شمالی آئر لینڈ۔ اسکاٹ لینڈ اور شمالی آئر لینڈ میں بھی یو کے سے علیحدگی کی تحریک موجود ہے، مستقبل میں اگر یہ تحریکیں کامیاب ہوئیں تو برطانیہ انگلینڈ اور ویلز تک محدود ہو کر رہ جائے گا۔

یورپین یونین نومبر 1993ء میں قائم ہوئی، یونین کے قیام کے بعد اس کے رکن اٹھائیس ممالک الگ الگ خود مختار ریاستیں رہنے کے باوجود ایک مشترکہ منڈی میں شامل ہو گئے ہیں۔ اس میں چار چیزوں کی آزادانہ نقل و حرکت کی ضمانت دی گئی ہے: یعنی سامان تجارت، سرمایہ، خدمات اور لیبر، ان اٹھائیس ممالک کے درمیان کشم اور امیگریشن کی چیک پوسٹیں نہیں ہیں۔ برطانیہ یورپین یونین کے قیام کے باوجود کافی عرصہ الگ تھلگ رہا، مگر آخر کار 1998ء میں یونین میں شامل ہو گیا، تاہم اس نے اپنی کرنسی پاؤنڈ اسٹرلنگ برقرار رکھی۔

اس کے نتیجے میں برطانیہ میں یورپی یونین کے لوگوں کی آزادانہ آمد شروع ہوئی، پولینڈ و دیگر ممالک سے سستی لیبر کی درآمد ہونے لگی، سوشل ویلفیئر کے شعبے پر بھی دباؤ پڑا۔ انگریزوں کے اندر اپنے ماضی کے اعتبار سے برتری اور تفاخر کا ایک احساس تھا، انہیں خدشہ لاحق ہوا کہ یورپ کی وسیع تر وحدت میں کہیں ان کی انفرادیت اور امتیاز گم نہ ہو جائے، سو بوجہ یونین سے علیحدگی کی تحریک چلی اور آخر کار 23 جون 2016ء کو اس مسئلے پر ریفرنڈم ہوا، جذباتی فضا میں عواقب پر نظر رکھے بغیر محض دو فیصد کی اکثریت سے علیحدگی کا فیصلہ ہوا۔ یورپین یونین سے علیحدگی کا عمل بھی کافی پیچیدہ ہے اور اسی لیے اس عمل کے مکمل ہونے کے لیے کافی وقت رکھا گیا ہے۔ اُس وقت کے مقبول وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرن علیحدگی کے حق میں نہیں تھے، ریفرنڈم کا فیصلہ ان کی مرضی کے خلاف آیا تو انہوں نے وزارت عظمیٰ سے استعفا دے دیا تاکہ یورپین یونین سے علیحدگی کی مہم ایک نئی قیادت انجام دے۔

ٹرےسے نئی وزیر اعظم منتخب ہوئیں اور ان کی قیادت میں بریگزٹ کا عمل شروع ہوا۔ بریگزٹ British کے مخفف BR اور Exit کا مرکب ہے، اس کے معنی ہیں: ”یورپین یونین سے برطانیہ کا خروج“۔ عربی کا محاورہ ہے: ”قَدِمَ الْخُرُوجَ قَبْلَ الْوُلُوجِ“، یعنی داخل ہونے سے پہلے نکلنے کی بابت سوچو کہ اگر کہیں اس کی نوبت آگئی تو تدبیر کیا ہوگی، اس کو ہم یوں بھی تعبیر کر سکتے ہیں: ”کسی کام کے آغاز سے پہلے انجام کی سوچو“۔ انگریزوں کی بابت ہمارے ہاں مشہور ہے کہ سو سال بعد کی سوچتے ہیں، شاید یورپین یونین میں شمولیت کے وقت وہ یہ نہ کر سکے۔

ٹرسائے کو آج بھی مشکل درپیش ہے، انہوں نے طویل اور صبر آزما مذاکرات کے بعد یورپین یونین کے ساتھ یونین سے علیحدگی کا جو معاہدہ ”بریکزٹ ڈیل“ کے عنوان سے طے کیا، برطانوی پارلیمنٹ نے اس کی منظوری دینے سے انکار کر دیا۔ پھر اس میں چند ترمیمات پیش ہوئیں، مگر پارلیمنٹ نے انہیں بھی رد کر دیا، آخر میں صرف ایک ترمیم کی منظوری ہوئی: ”No Brexit with out deal“، یعنی ڈیل کے بغیر بریکزٹ نہیں ہوگی، جبکہ بظاہر حال No Deal کے آثار زیادہ ہیں۔ ٹرسائے ہاتھ پاؤں مار رہی ہیں، ان کی حالت قابلِ رحم ہے، لیکن یورپین یونین ڈیل پر نظر ثانی کے لیے تیار نہیں ہے۔ انگریزوں نے سوچا نہیں ہوگا کہ ایسی بندگی میں بھی پھنس سکتے ہیں۔

دراصل دوا ایسے تضادات ہیں، جن میں بیک وقت تطبیق آسان نہیں ہے۔ ایک تو یہ کہ یورپین یونین سے نکلنے کے بعد برطانیہ اور یونین کے دیگر ممالک کے درمیان کسٹم ڈیوٹی اور امیگریشن چیک پوسٹ کے روایتی اصول لاگو ہوں گے، افراد اور سامان کی بلاروک ٹوک اور آزادانہ نقل و حمل کی سہولت ختم ہو جائے گی، الغرض برطانیہ یونین کے دوسرے ممالک کے لیے اجنبی ہو جائے گا۔ دوسرا یہ کہ برطانیہ اور جمہوریہ آئرلینڈ کے درمیان 2003 میں ”Good Friday Agreement“ کے نام سے یہ معاہدہ طے پا چکا ہے کہ جمہوریہ آئرلینڈ اور شمالی آئرلینڈ کے درمیان ہارڈ کسٹم اور امیگریشن چیک پوسٹ نہیں ہوگی اور لوگوں کی دونوں طرف آمد و رفت اور سامان کی نقل و حمل آزادانہ رہے گی۔ آئرش قوم کے یہ دونوں حصے خشکی پر ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، جبکہ برطانیہ اور شمالی آئرلینڈ کے درمیان سمندر ہے۔ آئرلینڈ کے دونوں حصوں کی صورت ایسی ہی ہے جیسے ہمارے قبائلی علاقہ جات میں افغانستان کے لوگوں کی آمد و رفت کسٹم اور امیگریشن کے بغیر جاری رہتی ہے، کیونکہ دونوں طرف ایک ہی قبائل کے لوگ رہتے ہیں۔ واضح رہے کہ جمہوریہ آئرلینڈ آزاد ممالک ہے اور بدستور یورپین یونین کا رکن ہے اور شمالی آئرلینڈ برطانیہ کے زیرِ اقتدار ہے۔

شمالی آئرلینڈ برطانیہ کا حصہ ہے، لہذا اب بریکزٹ کے بعد یونین قوانین کا تقاضا ہے کہ جمہوریہ آئرلینڈ اور شمالی آئرلینڈ کے درمیان باقاعدہ ہارڈ کسٹم اور امیگریشن چیک پوسٹیں ہوں، سامان کی آزادانہ نقل و حمل اور دونوں طرف کے لوگوں کی آزادانہ آمد و رفت موقوف ہو جائے، جب کہ شمالی آئرلینڈ کے لوگ اس پر کبھی آمادہ نہیں ہوں گے، ماضی میں فسادات ہوتے رہے ہیں۔ اور اگر آئرلینڈ کے دونوں حصوں کے درمیان سامان اور لوگوں کی آزادانہ نقل و حمل اور آمد و رفت جاری رہتی ہے تو یورپین یونین کا مطالبہ ہے کہ برطانیہ اور یونین کے درمیان ہارڈ کسٹم اور امیگریشن چیک پوسٹ کے لیے کوئی بیک اپ لائن ہونی چاہیے، جبکہ ٹرسائے کہتی ہیں کہ ہم سمندر میں لائن کیسے کھینچ سکتے ہیں، کیونکہ ایک ہی ملک ہے۔ سو اس مسئلے کا حل آسان نہیں ہے اور ٹرسائے مشکل میں ہے۔ پس آج ماضی کی سپر پاور کا المیہ یہ ہے کہ بریکزٹ اُس کے گلے کا چھوہند بنا ہوا ہے، نہ لگلا جا رہا ہے اور نہ اگلا جا رہا ہے۔ ان مذاکرات کے بارے میں گارڈین اخبار نے لکھا: ”یہ مذاکرات بے خبر لوگوں کے لیے کسی تیاری کے بغیر نامعلوم ایجنڈے کے تحت نامعلوم نتائج حاصل کرنے کے لیے کیے جا رہے ہیں“۔

ہمارا الیکٹرک اور پرنٹ میڈیا جہل کو فروغ دینے کے لیے شہباز شریف، عبدالحلیم خاں، شیخ رشید اور فواد چودھری ایسے اہم موضوعات میں اتنا مصروف ہے کہ نئی نسل کو عالمی مسائل کے بارے میں آگہی دینے کے لیے ان کے پاس وقت ہی نہیں ہے اور شاید ہمارے کالج اور یونیورسٹی سطح کے نوجوان طلبہ بھی عالمی امور کی ان نزاکتوں سے آگاہ نہیں ہوں گے۔

فطرت سے بغاوت: کیتھولک مسیحیت میں ان کے مذہبی پیشوا مردوزن تہجد کی زندگی گزارتے ہیں، شادی نہیں کرتے، وہ اس سے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شادی نہیں کی تھی، یہ لوگ رُہبان (راہب کی جمع) اور راہبات (راہبہ کی جمع) کہلاتے ہیں اور انگریزی میں انہیں Monks اور Nuns کہتے ہیں، یہ فطرت کے خلاف ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے امتی کی حیثیت سے قیامت سے پہلے زمین پر اتریں گے اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے: ”شادی بھی کریں گے“، آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”یہ تمہارے لیے کیسا مقام افتخار ہوگا کہ مسیح ابن مریم علیہ السلام تمہارے درمیان اتریں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا، (مسند احمد: 7680)۔“ بالفرض شادی کی روایت سے کسی کو اختلاف بھی ہو تو وہ نبی ہیں اور نبی معصوم ہوتے ہیں۔ حضرت زکریا نے جب حضرت مریم کے حجرہ عبادت میں اُن کے پاس بے موسم کا تازہ پھل دیکھا، تو اُن کے دل میں امنگ پیدا ہوئی کہ جو قادر مطلق بے موسم کا تازہ پھل عطا فرما سکتا ہے، وہ بڑھاپے میں اولاد بھی عطا فرما سکتا ہے، سو انہوں نے اولاد کے لیے دعا کی اور اس کی قبولیت کی بابت قرآن کریم میں ہے: ”بے شک اللہ تمہیں نیکی کی بشارت دیتا ہے جو کلمہ اللہ (حضرت عیسیٰ) کی تصدیق کرنے والے ہوں گے، سردار ہوں گے، عورتوں سے رغبت نہ رکھنے والے اور نیک لوگوں میں سے نبی ہوں گے، (آل عمران: 39)۔“ پس غیر نبی کو چاہیے کہ اپنے آپ کو انبیائے کرام علیہم السلام کی خصوصیات پر قیاس نہ کرے۔ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بھی بہت سی خصوصیات و امتیازات ہیں جو امت کے لیے واجب الاتباع نہیں ہیں، جیسے: ایک وقت میں چار سے زیادہ ازواج مطہرات کا نکاح میں ہونا، افطار کیے بغیر پے در پے روزے رکھنا اور تہجد کی نماز کا اضافی ہونا شامل ہے۔ اس لیے سنت صرف آپ ﷺ کے اُن اقوال، افعال اور احوال مبارکہ کو کہتے ہیں جو امت کی اتباع کے لیے ہیں۔

عیسائی مذہبی پیشواؤں کا تہجد کا شعار فطرت کے خلاف ہے اور ان کے منفی نتائج کا برآمد ہونا ناگزیر ہے۔ چنانچہ اب کیتھولک عبادت گاہوں میں بچوں اور خود ان کی راہبات (Nuns) کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات منظر عام پر آ رہے ہیں۔ پہلے تو کیتھولک چرچ ان جرائم پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا تھا، لیکن کچھ عرصے سے مغربی پریس نے ان واقعات کو بہت زیادہ اچھا لانا شروع کر دیا ہے۔ لہذا اب کیتھولک مسیحیت کے روحانی پیشوا پوپ فرانس نے متحدہ عرب امارات کے دورے کے موقع پر اعتراف کیا ہے کہ راہبات کو جنسی غلام بنالیا جاتا ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ مسیحی چرچ اس پر غور کرے اور اپنے راہبوں (Monks) اور راہبات (Nuns) کو شادیوں کی اجازت دے تاکہ چرچ میں بچوں اور عورتوں کے ساتھ جنسی زیادتی کا سد باب ہو سکے۔ قانون فطرت سے انحراف منفی نتائج کو جنم دیتا ہے، آپ پانی کے فطری بہاؤ کو روکیں گے تو وہ کسی اور جانب سے اپنا راستہ بنا لے گا۔

الحمد للہ علی احسانہ! میرے فتاویٰ کا مجموعہ ”تفہیم المسائل“ کے عنوان سے دس مجلدات پر مشتمل شائع ہو چکا ہے، گیارہویں جلد زیر ترتیب ہے اور روزنامہ دنیا میں مطبوعہ کالموں کا مجموعہ ”آئینہ ایام“ کے نام سے پانچ مجلدات پر مشتمل شائع ہو چکا ہے اور ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور/کراچی سے دستیاب ہے، تفہیم المسائل کا مجموعہ خواجہ بک ڈپو جامع مسجد دہلی کے زیر اہتمام انڈیا سے بھی شائع ہو چکا ہے۔ الحمد للہ! ہمارے کالموں اور تحریروں کے قارئین دیگر ممالک کے علاوہ بھارت اور مقبوضہ کشمیر میں بھی کافی تعداد میں ہیں، ان کے ساتھ برطانیہ کے دوست علماء کے توسط سے ہمارا بالواسطہ رابطہ ہے۔